

## دینی و عصری علوم کا امتزاج: قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ

## Integration of Religious and Modern Sciences: An Analytical Study in the Light of Islamic Teachings

Dr. Rafiq Ahmad

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Government College Daggar, Buner, KP, Pakistan,

[rafiq.daggar@gamil.com](mailto:rafiq.daggar@gamil.com)

Dr. Sohail Anwar

Lecturer, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan, University, Mardan, KP, Pakistan,

[sohail\\_anwar@awkum.edu.pk](mailto:sohail_anwar@awkum.edu.pk)

Dr. Muhammad Ayaz

Associate Professor, Department of Islamic Theology, Islamia College University, Peshawar,

[ayazmuhammad172@gmail.com](mailto:ayazmuhammad172@gmail.com)**Abstract**

The integration of religious and modern sciences has remained a central concern in contemporary Islamic scholarship, particularly in the context of education and intellectual development. This study analytically examines the relationship between Islamic teachings and modern scientific disciplines, highlighting the Qur'anic and Prophetic emphasis on knowledge as a means of fulfilling both spiritual and material objectives of life. Drawing upon Qur'anic verses, Hadith, and historical precedents from the early Muslim community, the paper demonstrates how worldly sciences—such as medicine, chemistry, mathematics, and linguistics—can serve as supportive tools for achieving the higher purposes of Shari'ah when aligned with correct intentions and ethical frameworks. By exploring the principle of *al-umūr bi-maqāṣidihā* ("matters are judged by their objectives"), the research argues that modern sciences, when pursued with the aim of serving humanity and strengthening faith, transform from secular activities into acts of worship. The findings underscore the necessity of bridging the gap between religious and modern sciences in order to cultivate a holistic educational model that produces individuals who are spiritually grounded, intellectually competent, and socially responsible.

**Keywords:** Integration, Religious Sciences, Modern Sciences, Qur'an, Sunnah, Islamic Education, Knowledge

تمہید

اسلام دین فطرت ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو محیط ہے۔ قرآن مجید انسان کی پدایت کے لیے نازل ہوا اور نبی کریم ﷺ کی سیرت و سنت نے اس پدایت کو عملی شکل عطا کی۔ اسلامی تعلیمات میں علم کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے اور اسے ایمان کے بعد سب سے بڑی فضیلت قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں بارہا علم کے حصول کی ترغیب دی گئی ہے اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "طلب العلم فريضة على كل مسلم"۔ علم کی یہ وسعت صرف مذہبی احکام یا عبادات تک محدود نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبے کو محیط ہے۔ مسلمان جب علم کے ہر میدان میں سرگرم عمل رہے تو انہوں نے دنیا کو ریاضی، طب، فلکیات، کیمیا اور دیگر عصری علوم میں بے مثال خدمات پیش کیں۔ تاہم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دینی اور عصری علوم میں تفریق پیدا ہو گئی، تیجتاً امت کا علمی و فکری سفر دودھاروں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک طرف وہ طبقہ ہے جو دینی مدارس میں مذہبی علوم کی حفاظت اور تدریس کو اپنی توجہ کا مرکز بنائے ہوئے ہے، اور دوسری جانب وہ طبقہ ہے جو عصری تعلیمی اداروں میں جدید علوم کے حصول کو مقصدِ حیات سمجھتا ہے۔ اس تقسیم نے مسلم معاشروں میں ایسا خلاپیدا کیا جس کے نتیجے میں نہ صرف دینی اور دنیاوی علوم ایک دوسرے سے کٹ گئے بلکہ تعلیمی نظام بھی اپنی ہمہ جھنچی اور جامعیت سے محروم ہو گیا۔

اس تناظر میں ضروری ہے کہ دینی اور عصری علوم کے درمیان ربط و امترانج پیدا کیا جائے تاکہ تعلیم کا نظام اسلام کے بنیادی مقاصد یعنی معرفتِ الٰی، خدمتِ خلق، اور دنیا و آخرت کی فلاح کو بیکجا کر سکے۔ اگر جدید سائنسی علوم کو درست نیت اور شرعی مقاصد کے ساتھ بروئے کار لایا جائے تو یہ بھی دینی علوم کا حصہ بن جاتے ہیں اور عبادت کا درجہ اختیار کر لیتے ہیں۔ اسی اصول کو قرآن و سنت کی تعلیمات میں واضح کیا گیا ہے کہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔ لہذا ملت مسلمہ کی موجودہ ضرورت یہ ہے کہ وہ اپنے تعلیمی نظام میں ایسی حکمتِ عملی اختیار کرے جو دین اور دنیادونوں کے تقاضوں کو ساتھ لے کر چلے، تاکہ ایک ایسا متوازن اور ہمہ گیر معاشرہ تشکیل دیا جاسکے جو علمی اعتبار سے ترقی یافتہ اور روحانی اعتبار سے مستحکم ہو۔

## تعارف

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو تمام انسانیت کی رہبری و رہنمائی کے لئے بھیجا اور اپنے پسندیدہ دین اسلام کی تکمیل آپ ﷺ پر فرمائی۔ بنی نوع انسان چونکہ مختلف شعبوں اور پیشوں سے منسلک ہے، اس لئے آپ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات میں تمام طبقات والوں کے لئے بہترین نمونہ پایا جاتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: ”لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ“<sup>۱</sup>۔ ترجمہ: البتہ تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں اچھا نمونہ ہے۔ آپ ﷺ کی ایک حیثیت معلم کی بھی ہے جس کے لئے آپ ﷺ مامورِ ملکِ اللہ ہیں۔ نیز آپ ﷺ نے خود بھی ارشاد فرمایا: ”إِنَّمَا بُعْثُثُ مُعَلِّمًا“<sup>۲</sup>۔ ترجمہ: بے شک میں معلم بنانے کے لیے بھیج گیا ہوں۔ انسانی تحقیق کی غرض وغایت چونکہ معرفتِ الٰی اور بندگی ہے۔ لہذا یہ سیکھنا انسان کے لئے اب س ضروری ہے کہ دیگر مخلوقات کا مقصد جاننے سے پہلے اپنی زندگی کا مقصد صحیح معنوں میں معلوم کر لے اور پھر اسی مقصد کے (احسن طریقہ سے) حصول کے لئے بھی وسائل و اسباب کو تلاش کرے۔

علم کا مقصد ہی یہی ہے کہ بندہ اس تحقیق میں لگے کہ اس وقت میرا خالق و ماں ک مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ یعنی امر حال پیچانا۔ اور اس امر کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے کو ساطر ز و طریقہ تعلیم فرمایا۔

بقول مفتی محمد شفیق علیم وہ نور ہے کہ جب بندہ کو حاصل ہو جاتا ہے تو اس کو عمل کیے بغیر چین نہ آئے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے انسان کو روئے زمین پر بھیجتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تمہارے لیے زمین میں کچھ مدد و دمۃ تک کے لئے رہنا اور نفع اٹھانا ہے اور ساتھ ساتھ یہ حکم نامہ بھی جاری فرمایا کہ ”فَإِنَّمَا يَأْتِيُكُمْ مِنْ هُنَّا“<sup>۳</sup> فمنْ تَبَعَ هُنَّا فَلَا حَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْرُثُونَ”۔ ترجمہ: اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو میرے بھیجے ہوئے ہدایت کے پیچے پیچے چلاس پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اس وقت پوری دنیا خوفزدہ اور غمزدہ ہے۔ وہ امن و سکون اور خوشحالی و اطمینان کی تلاش میں ہے۔ لیکن اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے ارسال کردہ ہدایت کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنا پڑے گا۔ اب اس ارسال کردہ ہدایت کی نظریاتی (Theoretical shape) صورت میں تو کتابوں کو ہاتا رجکہ اس کی عملی شکل انہیاء علیهم السلام کی مبارک زندگیاں تھیں۔ تمام انہیاء علیهم السلام خود بھی ہدایت یافتہ تھے، جیسا کہ ارشاد ہے: ”أُولَئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِنْ حَمْلَنَا مَعَ نُورٍ وَمِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِنْ هَدِينَا وَاجْتَبَيْنَا“<sup>۴</sup>۔ ترجمہ: یہہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا پیغمبروں میں اور آدم کی اولاد میں سے، اور ان میں سے جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا، اور ابراہیم اور اسرائیل کی اولاد میں سے، اور ان میں سے جنہیں ہم نے ہدایت کی اور پسند کیا۔

اور ان پر نازل شدہ کتابوں کے اندر بھی اپنی اپنی متعلقة امت کی ہدایت کا پورا اسلام موجود تھا۔ یقیناً تمام آسمانی کتابوں میں متعلقہ امتوں کے لئے رہبری تھی جو اپنے تبعین کو انہیں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: ”إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ“<sup>۵</sup>۔ ترجمہ: ہم نے تورات نازل کی کہ اس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ لیکن یہ ہدایت صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی۔ ”وَأَنَّا مُؤْسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ“<sup>۶</sup>۔ ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا۔

نیز یہ بھی فرمایا: ”وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَى بِإِيمَانِنَا أَنْ أَخْرُجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلْمَاتِ إِلَى النُّورِ وَذَكَرْهُمْ بِإِيمَانِ اللَّهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لَكُلَّ صَبَّارٍ شَكُورٍ“<sup>۷</sup>۔ ترجمہ: اور البتہ تحقیق ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا تھا کہ اپنی قوم کو انہیں اللہ کے دن یاددا، بے شک اس میں ہر ایک صبر شکر کرنے والے کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔ اسی طرح انجلی کے بارے میں فرمایا: ”وَقَفَيْنَا عَلَى أَثَارِهِمْ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَأَتَيْنَا الْأَنْجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَهُدًى وَمُوْعِظَةً

لِّمُتَّقِينَ۔<sup>8</sup> ترجمہ: اور ہم نے ان کے پچھے انہیں کے قدموں پر مریم کے بیٹے عیسیٰ کو بھیجا جو اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا تھا، اور ہم نے اسے انجلی دی جس میں ہدایت اور روشنی تھی، اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا تھا اور وہ را بتانے والی تھی اور ڈرنے والوں کے لیے نصیحت تھی۔

جبکہ قرآن کریم تمام انسانیت کے لئے رہنمائی کا کتبہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ“<sup>9</sup> ترجمہ: رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے اور ہدایت کی روشن دلیلیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔

قرآن کریم تمام انسانیت کی ہدایت کا سامان پنے اندر سمونے ہوئے ہے۔ یہ قیامت تک آنے والے آخری انسان کو بھی اندر ہیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لانے کا ضامن ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”الَّرَّبُّ كَتَبَ أَنْزَلَنَا إِلَيْنَا لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ“<sup>10</sup> ترجمہ: الرب، یہ ایک کتاب ہے ہم نے اسے تیری طرف نازل کیا ہے تاکہ تو لوگوں کو اندر ہیروں سے روشنی کی طرف نکالے، ان کے رب کے حکم سے غالب تعریف کیے ہوئے کے راستے کی طرف۔

لیکن دیگر کتب سماویہ محدود زمانے، علاقے اور مخصوص قوم کی ہدایت کے لئے تھیں۔ ان کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود انہیں لیا تھا۔ ارشاد ہے: ”إِنَّا أَنْزَلْنَا النُّورَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتَحْفَظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ فَلَا تَحْشُو النَّاسَ وَاحْشُوْنَ وَلَا تَشَرُّرُوا بِأَيَّاتِنِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ“<sup>11</sup> ترجمہ: ہم نے تورات نازل کی کہ اس میں ہدایت اور روشنی ہے، اس پر اللہ کے فرمادر پیغمبر یہود کو حکم کرتے تھے اور اہل اللہ اور علماء بھی اس لیے کہ وہ اللہ کی کتاب کے محافظ ٹھہرائے گئے تھے اور اس کی خبر گیری پر مقرر تھے، سو تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آئیوں کے بد لے میں تھوڑے امول مت لو، اور جو کوئی اس کے موافق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے اتارا ہے تو وہی لوگ کافر ہیں۔

جبکہ قرآن عظیم الشان کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے۔ ارشاد ہے: ”إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الْذِكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ“<sup>12</sup> ترجمہ: ہم نے یہ نصیحت اتاری اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

اسی طرح ہدایت کی عملی شکل نبی اکرم ﷺ کی عملی زندگی، سیرت طیبہ اور آپ کے ارشادات و تعلیمات تھے۔ جس کا برا حصہ آپ ﷺ نے خود کر کے دکھایا اور کچھ حصہ اپنے عہد مبارک میں صحابہ کرام سے کروایا اور ان پر عملی طور سے نافذ کر کے رہتی دنیا تک قابل عمل نمونہ چھوڑا۔ المذازنگی کے ہر موڑ پر آپ ﷺ کی سیرت تمام امت کے لئے مشعل راہ ہے، ارشاد ہے ”لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ“<sup>13</sup> ترجمہ: البتہ تمہارے لیے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ نیز یہ بھی ارشاد فرمایا: ”وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا“<sup>14</sup> ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کرو گے تو راہ پاؤ گے۔

آپ ﷺ خود بھی سید ہے راستے پر تھے۔ ”إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ . عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ“<sup>15</sup> ترجمہ: بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں۔ سید ہے راستے پر۔ اور انسانیت کو بھی سید ہے راستے کی رہبری و رہنمائی فرمائی ہے۔ ارشاد ہے: ”وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ“<sup>16</sup> ترجمہ: بے شک آپ ﷺ صحیح راستے کی طرف رہبری و رہنمائی کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں تمام انسانیت کی ہدایت کا سامان موجود ہونے کے ناطے ہر قسم کی مثال بیان ہوئی ہے۔ ”وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ“<sup>17</sup> ترجمہ: اور ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال بیان کر دی ہے۔

اس طرح صاحبِ قرآن نبی اکرم ﷺ کی سیرت کو بھی تمام انسانیت کی رہبری کے لیے کافی قرار دیا گیا۔ ارشاد ہے: ”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلِكُنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ“<sup>18</sup> ترجمہ: اور ہم نے آپ ﷺ کو نہیں بھیجا بلکہ انسانیت کے لئے کافی، خوشخبری اور ڈر سنانے والا۔ نیز آپ ﷺ نے خود بھی ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہارے پاس دو چیزوں چھوڑی ہیں جب تک تم ان کو مضبوطی سے پکڑ لے رہو گے ہر گز گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہے۔<sup>19</sup>

المذاہ آپ ﷺ کی لاپی ہوئی تعلیمات میں سے کچھ تو ایسی ہیں جو بذات خود اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبادت کو شامل ہیں۔ جن کو ہم مقصودی عبادات سے تعبیر کر سکتے ہیں اور بہت سارے ایسے امور بھی ہیں جو مقصودی عبادات (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، ذکر، خدمتِ خلق وغیرہ) کے لئے بطور معاون کام دیتے ہیں۔ جیسے حلال کماتا،

کھانا، پینا، آرام کرنا، سائنسی تحقیقات و ایجادات، دیگر سہولیات کی فراہمی وغیرہ۔ اگر ان غیر مقصودی اعمال کو اصل مقاصد کے لئے بطور معاون استعمال کیا جائے اور ان دونوں کو باہم مربوط کیا جائے تو ان تمام کاموں اور مختوق پرویاہی اجر ملے گا۔ جو کہ اصل مقصودی عبادت پر ملتا ہے۔ فقہی قاعدہ ہے ”الامر بمقاصدھا“۔ (ترجمہ: معاملات کا دار و مدار قصد و نیت پر ہے)۔ اس قاعدے کی دلیل یہ حدیث ہے: ”إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ“۔<sup>20</sup> (ترجمہ: اعمال کے حکم کا دار و مدار نیتوں پر ہے)۔ اور یہ آیت بھی ہے: ”وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالنَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِلْثَمِ وَالْغُدْوَانِ“۔<sup>21</sup> ترجمہ: اور آپس میں نیک کام اور پرہیز گاری پر مدد کرو، اور گناہ اور ظلم پر مدد نہ کرو۔

اگر یہ عصری علوم مقاصد کے ساتھ ہم آہنگ ہیں اور ان کو تقویت دے رہے ہیں تو یہ بھی دینی علوم کے حکم میں ہیں۔ اور ان پر بھی وہی اجر ملتا ہے۔ ازروئے حدیث گھوڑے اس شخص کے لئے باعث اجر و ثواب ہیں جو انھیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کی غرض سے رکھے، اور انھیں تیار کرے۔ چنانچہ ان کے پیٹ میں جو چیز بھی جائے گی وہ اس شخص کے لئے نیکی شمار ہوگی۔ اگر وہ انھیں گھاس والی زمین میں بھی چرانے گا تو جو وہ کھائیں گے اس کا ثواب اسے ملے گا، اگر وہ انھیں بھتی نہر سے پانی پلاۓ گا تو پیٹ میں جانے والے ہر قطرے کے بد لے اسے ثواب ملے گا، حتیٰ کہ آپ ﷺ نے ان کے پیشتاب اور لیدر (گوبر) میں بھی ثواب بتایا، اگر وہ ایک یاد و میل دوڑیں تو بھی ہر قدم کے بد لے جسے وہ اٹھائیں گے ثواب ملے گا۔<sup>22</sup>

اسی طرح حضرت سلمہ بن اکرمؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا قبیلہ بنو سالم کے چند لوگوں پر گزر ہوا جو تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسماعیل علیہ السلام کے بیٹو! تیر اندازی کرو کہ تمہارے بزرگ داد اسماعیل علیہ السلام بھی تیر انداز تھے۔ ہاں! تیر اندازی کرو۔۔۔ الخ۔<sup>23</sup> اسی طرح حدیث میں آیا ہے، ”أَنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ طَلَالَ السُّلَيْفِ“ ترجمہ: بیشک جنت کے دروازے تواروں کی چھاؤں میں ہیں۔

بلکہ مقاصد اگر عصری علوم اور جدید ذرائع کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے یا ان کے بغیر خاطر خواہ پیش رفت و ترقی نہیں ہو سکتی تو ان کا حصول لازمی اور فرض کفایہ کے درجے میں ہے۔ مثلاً نبی کریم ﷺ کو عالمی اور آخری نبی بننا کر بھیجا گیا۔ لہذا اقوام عالم میں رہنے والے مختلف زبانوں والوں اور علاقوں میں بینے والے انسانوں کو اسلام کا آفاقی پیغام پیش کرنا آپ کے ذمے ہے۔ گذشتہ انبیاء ﷺ علیہم السلام تو ایک قوم اور مخصوص و محدود علاقوں کے لئے تھے۔ لہذا وہ اپنی قوم کو انہی کے زبان میں سمجھاتے تھے۔

قرآن میں ارشاد ہے: ”وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ“۔<sup>24</sup> ترجمہ: ہم نے ہر رسول کو اپنی قوم کی زبان میں (دعوت دینے) بھیجا ہے۔ لہذا نبی کریم ﷺ جب یہودیوں کو خطوط ارسال فرماتے تھے تو وہ انہی کی زبان یعنی عبرانی میں ہوتے تھے۔ جس کے لئے یہودیوں کی خدمات حاصل کی جاتی تھی۔ لیکن جب ان کی خباثت و شرارت سامنے آگئی اور واضح ہو گیا کہ یہ آسمانی کتاب (تورات) میں بھی اپنی طرف سے کمی بیشی کرتے ہیں لہذا ان پر یہ اعتماد نہیں رہا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے موقف کو بلا کم و کاست اپنی صحیح شکل میں تحریر کر سکیں یا یہودیوں کی طرف سے آئے ہوئے خطوط کو من و عن پڑھائے۔ لہذا نبی کریم ﷺ نے حضرت زیدؑ کو یہودیوں کی زبان (عبرانی) سیکھنے کا حکم فرمایا اور انھوں نے ۱۵ دنوں میں اس میں کمال حاصل کیا۔ اس کے بعد یہودیوں سے خط و کتاب لکھنا اور پڑھوانا) آپؑ کے سپرد تھا۔<sup>25</sup> نیز حضرت زیدؑ بھی فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا میرے پاس (یہود کے) خطوط آتے ہیں، میں نہیں چاہتا کہ ہر آدمی انھیں پڑھے، کیا تم عبرانی یا سریانی زبان کی لکھائی سیکھ سکتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں، چنانچہ میں نے وہ زبان سترہ دنوں میں اچھی طرح سیکھ لی۔<sup>26</sup> گویا مقصد تو اسلامی تعلیمات ہی کا پرچار اور اسی کا غالب و قائم کرنا تھا لیکن اس کے لئے بطور سبب و ذریعہ کے اگر دشمنوں کی زبان سیکھنی پڑی تو آپ ﷺ نے صاحبہ کرامؑ کو اس کی ترغیب دی۔

حضرت عمر بن قیسؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابن زیرؓ کے سو غلام تھے۔ ان میں سے ہر ایک غلام الگ زبان میں بات کرتا تھا اور حضرت ابن زیرؓ میں سے ہر ایک سے اسی کی زبان میں بات کرتے تھے۔ میں جب ان کے دنیاوی مشاغل پر نگاہ ڈالتا تو ایسے لگتا کہ جیسے کہ ان کا پلک جھپکنے کے بقدر بھی آخرت کا ارادہ نہیں ہے اور میں جب ان کی آخرت والے اعمال کی مشغولی پر نگاہ ڈالتا تو ایسے لگتا کہ ان کا پلک جھپکنے کے بقدر بھی دنیا کا ارادہ نہیں ہے۔<sup>27</sup>

ہر دور میں طاقت کے بیانے بدلتے رہتے ہیں۔ اقوام کی قوتوں کو ناپنے کے معیار ہر دور میں اور ہر جگہ یکساں نہیں رہتے۔ لہذا ہر دور میں انسان جس لب و لبج کو سمجھتے ہیں ان کا سیکھنا بحثیت مسلمان لازم ہے لیکن اپنے مقاصد کو ہر گز نہیں بھونا اور بنیاد سے سرمو نہیں بٹھانا۔ بقول سید ابو الحسن علی ندوی زمانہ جس زبان کو سمجھاتا ہے وہی اسلام کی زبان ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تاروں کا اتنا علم حاصل کرو جس سے تم راستہ معلوم کرو سکو اور نسب بھی اتنے معلوم کرو جس سے تم صلمہ رحمی کر سکو۔<sup>28</sup>

لیکن دھیان رکھنا ہے کہ ذرائع اور معاون و مددات اپنی حد میں رہیں، مقاصد کا درجہ نہ لیں۔ اس لئے کہ امت کے زوال کی وجوہات میں اور تحریکوں کی ناکامی کے اسباب میں ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ ذرائع کو اصل سمجھ کر ان کو مقاصد کا درجہ دیا جاتا ہے، جب کہ مقاصد دل و دماغ سے او جمل ہو جاتے ہیں اور بہت سے لوگ اس تحریک کی مخالفت پر بھی اتر آتے ہیں۔

الغرض مقصد کے حصول کے لئے جو بھی ذرائع و اسباب اختیار کیے جائیں گے، ان پر ویسا ہی اجر ملے گا جیسا کہ مقصد کی ادائیگی پر ملتا ہے، بشرطیکہ یہ ذرائع اسلامی تعلیمات سے متصادم نہ ہوں۔ گویا مسلمان کا کوئی عمل بھی بالاواسطہ یا بالواسطہ عبادت و بندگی سے خالی نہیں ہوتا۔ یہ اپنے حسن نیت سے (بظاہر) دنیا کو بھی دین بناسکتا ہے۔ بحیثیت انسان تو اس کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ ہی کی معرفت و بندگی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: ”وَمَا حَلَّتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا يَعْبُدُونَ“۔<sup>30</sup> ترجمہ: اور میں نے جن اور انسان کو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لیے۔

اور نبی آخر الزماں ﷺ کی امتی کی حیثیت سے اس کی ایک خصوصی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کی معرفت و بندگی کی طرف بلائے۔ ارشاد ہے: ”فَلْ هَذِهِ سَيِّلَى أَدْعُوا إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي ۖ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ“۔<sup>31</sup> ترجمہ: کہہ دو یہ راستہ ہے کہ میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلارہا ہوں، بصیرت کے ساتھ میرا اور میرے تابعداروں کا، اور اللہ پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

پس حاصل یہ ہوا کہ مسلمان کا کوئی بھی عمل اس سے خالی نہیں ہو گا کہ وہ خود اللہ تعالیٰ کی بندگی و عبادت میں مشغول ہو گا، یا اس کی طرف اور وہ کو بلا نے میں سرگرم عمل ہو گا اور یا ان مقاصد کو تقویت دینے والے معاون اعمال میں لگے گا۔

المیہ یہ ہے کہ انسانوں کی اکثریت مقصودی عبادات کے علاوہ دیگر تمام امور اور محتنوں کو یا تو محض چند پیسوں کے حصول کے لئے کرتی ہے یا محض عادتاً اس لئے یہ دنیا کہلانی جاتی ہے دین نہیں بنتا۔

انہی میں سے ہمارے عصری تعلیمی اداروں کا قیام اور ان میں پڑھائے جانے والے علوم، فنون اور مہارتوں کا ہے۔ جنہیں ہماری نیت، دین یا دنیا بنا دیتی ہے۔ لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اس دنیا کو دین اور عادات کو عبادات بنایا جائے کہ نظام تعلیم کسی قوم کے نظریے اور تہذیب و تمدن کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

عبرانی جو کہ دشمنوں کی زبان ہے، جب اس کو دین اسلام کی اشاعت و حفاظت کے لئے سیکھنے کا حکم ہے اور یہ بھی دین ہے جس پر اجر و بدل ملے گا۔ تو دیگر سائنسی مضامیں جن میں اکثر خالصتاً فطری علوم ہیں، ان کو سیکھ کر خدمت دین میں لگادینا بدرجہ اولیٰ جائز اور مستحسن ہو گا۔ مثلاً نباتات (Botany) جو پودوں، ان کی ساخت اور افادیت وغیرہ سے بحث کرتا ہے۔ اس لائن کے ماہرین پودوں اور جڑی بیٹھیوں پر محنت و تحقیق کے مختلف مراحل سے گزر کر ایسی دو ایساں تیار کرتے ہیں جو مختلف بیماریوں کے علاج اور انسانی صحت میں مزید ترقی کے لئے نہایت مفید ہوتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ انسان اپنے مقاصد اور ذمہ داریوں سے اس وقت احسن طریقے سے نبرداز ہو سکتا ہے جب وہ صحت یا بہرے ہاں تو بیمار کی محض بیمار پر سی اور عیادت پر ستر ہزار فرشتے دعائے مغفرت مانگتے ہیں۔<sup>32</sup> تو پھر جو مستقل طور پر امراض کی تشخیص، اسباب اور علاج کے حوالے سے مغز کھپائی کرے گا، ریسرچ و مطالعہ کرے گا، اس کا مقام کیا ہو گا؟ نیز درخت لگانے اور مفتادن کا اجر ہے، آسیجن، سایا اور ہوادر فضا میسر ہوتی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان درخت لگاتا ہے پھر اس میں سے جتنا حصہ کھالیا جائے وہ درخت لگانے والے کے لئے صدقہ ہو جاتا ہے اور جو اس میں سے چرالیا جائے وہ بھی صدقہ ہو جاتا ہے یعنی اس پر بھی مالک کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے اور جتنا حصہ اس میں سے درندے کھالیتے ہیں وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہو جاتا ہے اور جتنا حصہ اس میں سے پرندے کھالیتے ہیں وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہو جاتا ہے۔ (غرض یہ کہ) جو کوئی اس درخت میں سے کچھ (بھی پھل وغیرہ) لے کر کم کر دیتا ہے تو وہ اس (درخت لگانے والے) کے لئے صدقہ ہو جاتا ہے۔<sup>33</sup> حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بخبر زمین کو کاشت کے قابل بنتا ہے تو اس کا اجر ملتا ہے۔<sup>34</sup> حضرت قاسمؑ فرماتے ہیں کہ دمشق میں حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے ایک شخص گزرے اس وقت حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی پودا لگا رہے تھا اس شخص نے ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کیا آپ بھی یہ (دنیاوی) کام کر رہے ہیں حالانکہ آپ تو رسول اللہ ﷺ کے صالحی ہیں۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھے ملامت کرنے میں جلدی نہ کرو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سننا: جو شخص پودا لگاتا ہے اور اس میں سے کوئی مخلوق میں سے کوئی مخلوق کھاتی ہے تو وہ اس (پودا

لگانے والے) کے لئے صدقہ ہوتا ہے۔<sup>35</sup> حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص پودا گاتا ہے پھر اس درخت سے جتنا پھل بپیدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ پھل کی بپیداوار کے بقدر پودا گانے والے کے لئے اجر لکھ دیتے ہیں۔<sup>36</sup> لیکن یاد رہے کہ اس کا بونا / گلو انبذات خود مقصود نہیں ہے بلکہ اس کا وجود انسانیت کے فائدے کے لئے ہے۔ لہذا اگر کہیں اس سے انسانیت کو تقصیان اور تکلیف پہنچ رہی ہو تو پھر اس کا ہٹانا اور کاشنا ہی دین ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک درخت مسلمانوں کو تکلیف دیتا تھا۔ ایک شخص نے آکر اسے کاٹ ڈالا تو وہ (اس عمل کی وجہ سے) جنت میں داخل ہو گیا۔<sup>37</sup>

اسی طرح علم کیمیا (Chemistry) ہے۔ اس کی تعریف یوں ہے:

Branch of science which deals with the study of composition, structure, properties of matter and the laws of principles which govern these changes.

گویا بظاہر روئے زمین پر طبیعی حیات علم کیمیا پر موقوف ہے۔ بہر حال مادی اشیاء کی ساخت اور خواص سے بحث اور ان پر تحقیق اس لیے کی جاتی ہے کہ یہ حضرت انسان کی ضروریات پوری کرنے اور سہولیات بہم پہنچانے میں مدد گار ہو اور یہ ضروریات کا با آسانی مہیا ہونا اور سہولیات کی فرائیں انسان کو اپنے مقصد کے حصول میں معاون و مدد ہو جاتے ہیں۔ لہذا اس نیت سے اس میدان (علم کیمیا) کی محنت و تحقیق کو بھی، "الامور بمقاصدھا" کے تحت دین بنا یا جاسکتا ہے۔ اس طرح علم ہندسه اور ریاضی کا میدان زیادہ تر حساب کتاب سے متعلق ہے۔ لہذا لکوہ کی ادائیگی کے لئے ریکارڈ رکھنا اور علم و راثت کو مزید آسان بنانے کے لئے علم ریاضی کے جدید طریقوں کو استعمال کرنا وغیرہ بھی باعث اجر ہن سکتا ہے۔

علم تاریخ سے گذشتہ اقوام کے عروج و زوال کے اسباب معلوم کر کے اپنے لیے کامیابی کی راہ متعین کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

اسی طرح مردم شماری اور مختلف جہات سے عوام کا جائزہ لینے کے لئے علم شماریات بہت مفید ہوتا ہے۔ اسی کی تعریف یوں کی جاتی ہے:

Statistics is a science of calculation organization, presentation and interpretation of numerical data. A process to get information from the data.

اسی طرح ڈاکٹر اور طبیب کی اہمیت ہے۔ انسانی جان کی حفاظت دین اسلام کی اوپرین ترجیحات میں سے ہے اور یہ مقاصدِ شرعیہ میں سے ہے۔ اسلام نے حرام خوری کو حرام قرار دیا ہے لیکن اگر کوئی بندہ بھوک و پیاس سے نہ ہمال ہو کر ایسی اضطراری حالت تک پہنچ جائے کہ کھائے پئے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اور اس مضطرب کی دسترس میں حرام کے علاوہ کوئی حلال سامان اکل و شرب نہ ہو تو اس کو رخصت ہے کہ وہ جان بچانے اور کمر سیدھی کرنے کے لئے حرام بھی کھائے / پیئے اور اس میں درج ذیل باتوں کا لحاظ رکھ۔ (i) اس کو حلال نہ سمجھے۔ (ii) مزہ لے کرنے کھائے، (iii) پیٹ بھر کرنے کھائے۔ اس طرح مرض بڑھنے کے خوف سے فرض روزہ بھی مؤخر کر سکتا ہے۔ نیز قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ، "وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَانَمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا"۔<sup>38</sup> ترجمہ: کہ جس نے ایک انسان کی جان بچائی گویا اس نے تمام انسانیت کی جان بچائی۔

اسلام نے ناجائز و ناجائز قتل انسانی کو حرام قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ خود کشی کو بھی حرام قرار دیا ہے۔

ان تمام تعلیمات کو میر نظر کھ کر ایک ماہر اور صحیح ڈاکٹر و طبیب کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ جس کا کام مریض کی صحت یابی اور انسانی جان کا تحفظ ہے۔

لیکن یہ بات ضروری ہے کہ ڈاکٹر صاحب صرف اپنے پیشے کے ساتھ وفاداری کر کے محض ڈاکٹر کی نیت سے علاج نہ کریں بلکہ نبی آنحضرت ﷺ کا امتنی بن کر انسانیت کو اپنے مقصود اصلی (یعنی اللہ تعالیٰ کی بندگی اور نمازندگی) کی طرف بھی متوجہ کریں۔ اسی طرح اگر ہر پیشے والا زندگی کے مقصد کو سامنے رکھ کر اپنے اپنے متعلقہ میدان میں لگیں گے تو ساری عمر کی خدمت و محنت عادت کی بجائے عبادت اور دنیا کی بجائے دین بن جائے گا۔ ورنہ دنیا کی اپنی قیمت تو کچھ بھی نہیں بلکہ یہ دین کے ساتھ میدان میں لگیں گے جیسا کہ صفر کی اپنی قیمت کچھ نہیں، چاہے کتنے ہی جمع ہو جائیں، البتہ اس کے ساتھ صحیح سمت لگ کر قیمت بڑھاتا ہے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر دنیا کی قدر و قیمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک ایک چھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی نہ پاتا تھے۔<sup>39</sup> جیسا کہ لوہیا، دال اور چاول کے ساتھ جوڑے ہوئے تھے، کنکر اور ڈھیلے وغیرہ بھی انہی کے باہم بکتے ہیں، ورنہ الگ ہو کر تو تنکے و کنکر وغیرہ کی قیمت کچھ نہیں۔

الغرض ضروریات کو مقاصد سے ہم آہنگ اور ان کو باہم مربوط (Integrate) کرنا نہیں ضروری ہے کہ اس سے ہر مسلمان مظہر اسلام اور داعی الہ بنے گا۔ یعنی ایک طرف سے اس سے اپنے پیشے کا دین ظاہر ہو گا اور دوسرا طرف وہ دیگر انسانوں کو اللہ تعالیٰ (کے دین) کی طرف بلانے والا بھی ہو گا۔

## حوالہ جات

- ١- القرآن الکریم، احزاب: ٢١
- ٢- سنن ابی ماجہ، رقم حدیث: ٢٢٩
- ٣- القرآن الکریم، البقرہ: ٣٨
- ٤- القرآن الکریم، مریم: ٥٨
- ٥- القرآن الکریم، المائدہ: ٢٣
- ٦- القرآن الکریم، بنی اسرائیل: ٢
- ٧- القرآن الکریم، ابراہیم: ٥
- ٨- القرآن الکریم، المائدہ: ٣٦
- ٩- القرآن الکریم، البقرہ: ١٨٥
- ١٠- القرآن الکریم، ابراہیم: ١
- ١١- القرآن الکریم، المائدہ: ٢٣
- ١٢- القرآن الکریم، الحجر: ٩
- ١٣- القرآن الکریم، احزاب: ٢١
- ١٤- القرآن الکریم، النور: ٥٣
- ١٥- القرآن الکریم، بیس: ٣، ٣
- ١٦- القرآن الکریم، الشوری: ٥٣
- ١٧- القرآن الکریم، الروم: ٥٨
- ١٨- القرآن الکریم، سبا: ٢٨
- ١٩- راه مالک فی الموطاء، المخی عن القول فی القدر، ص ٢٠٢
- ٢٠- بخاری، باب النیہ فی الایمان، رقم: ٢٦٨٩
- ٢١- القرآن الکریم، المائدہ: ٢
- ٢٢- سنن ابی ماجہ، کتاب الجہاد، باب ارتباط الحیل فی سبیل اللہ، رقم حدیث: ٢٧٨٨
- ٢٣- صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب: التحریض علی الرمی، رقم حدیث: ٢٨٩٩
- ٢٤- سنن ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ما ذکر ان ابواب الجہۃ تحت ظلال السیوف، رقم حدیث: ١٦٥٩
- ٢٥- القرآن الکریم، ابراہیم: ٣
- ٢٦- منتخب الکنز، ج ٥ / ص ١٨٥، وآخر ج ابن سعد
- ٢٧- مولانا محمد یوسف، حیات اصحابہ، کتب خانہ فیضی، لاہور، اردو ترجمہ مولانا احسان الحنفی، ۳ / ۲۱۷، ۲۱۸
- ٢٨- اخرچہ الحاکم فی المستدرک، ج ۳، ص ۵۳۹، وابو نعیم فی الحییج، ج ۱، ص ۲۳۲
- ٢٩- کنز الکنز، ج ۵، ص ۲۳۵
- ٣٠- الذریت: ٥٦
- ٣١- یوسف: ١٠٨

- <sup>32</sup> آخرجه أَحْمَد (١ / ٨١)، أَبُو دَاوُود (٣٠٩٩)، اَبْنُ مَاجِه (١ / ٣٣٠)،
- <sup>33</sup> صحَّ مُسْلِم بَابُ فَضْلِ الْفَرْسِ وَالزَّرْعِ، رَقْمٌ ٣٩٦٨؛
- <sup>34</sup> رواه ابن حبان، (واسناده على شرط مسلم)، ١١٥/٦١٥.
- <sup>35</sup> مسند أَحْمَد، ٢ / ٣٣٣.
- <sup>36</sup> مسند أَحْمَد، ٥ / ٣١٥.
- <sup>37</sup> مُسْلِم، بَابُ فَضْلِ إِذَا لَمْ يَكُنْ طَرِيقٌ، رَقْمٌ ٢٢٧٤.
- <sup>38</sup> القرآن أَكْرَمُهُ، المائدة: ٣٢.
- <sup>39</sup> الترمذى، وقال: هذى حديث صحَّ غريب، بَابُ مَاجَاءَ فِي حَوَانِ الدُّنْيَا عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، رَقْمٌ ٢٣٢.